حکومت بھی اس کے آگے مجبور ہوتی ہے۔ اسی طرح عدلیہ نے بھی سوشل میڈیا پر اٹھائے جانے والے کئی ایشوز کا نوٹس لیا ہے۔ شاہ رخ کیس کا اگر عدلیہ نے نوٹس لیا تو اس میں اہم کردار سوشل میڈیا کا تھا۔ گویا چیف جسٹس بھی سوشل میڈیا پر موجود ہیں۔ اسی طرح خروٹ آباد واقعہ بھی میڈیا پر کہیں نہیں تھا۔ سوشل میڈیا نے اس کو نشر کرنا شروع کیا۔ وڈیو آنی شروع ہوئی۔ پوری کی پوری کہانی بدل گئی اور اس کے بعد وہ پاکستان کا نمبر ون ایشو بن گیا۔ اسی طرح کراچی میں رینجرز کی فائرنگ سے ایک نوجوان ہلاک ہوگیا تھا۔ اس کیس کو سوشل میڈیا نے اس پوزیشن پر پہنچایا کہ بالآخر رینجرز کے ڈی جی کو معطل کر دیا گیا اور رینجرز اہلکار کو سزاے موت ہوئی۔ اگر وہ کیس سوشل میڈیا پر نہ آتا تو کبھی کسی کے خلاف کارروائی نہ ہوتی۔

ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ سوشل میڈیا ایک 'انٹرا ایکٹو میڈیم' ہے، یعنی ایسا میڈیم جو ایک دوسرے پر اثر انداز ہوسکتا ہے اور دو رویہ ترسیلِ معلومات کا اہل ہے۔ یہاں اس بات کی اہمیت نہیں ہے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں بلکہ اس بات کی اہمیت ہے کہ دوسرے لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ عوامی راے کا آپ کو سوشل میڈیا کے ذریعے پتا چلے گا۔ سوشل میڈیا پر گھنٹہ دو گھنٹہ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ لوگ کیا سوچ رہے ہیں؟ وہ کن موضوعات پر بات کر رہے ہیں؟ کیا ایشو چل رہا ہے؟ جب ہم سوشل میڈیا میں 'عوامی راے' کو دیکھیں گے، اس کے مطابق کام کرنے میں آسانی ہوگی۔ سوشل میڈیا ایک ہمہ جہتی ہتھیار ہے جس کو اگر بھرپور منصوبہ بندی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو نہ صرف لوگوں کا ذہن تبدیل کیا جاسکتا ہے، بلکہ جماعت اسلامی کی دعوت بھرپور طریقے سے لوگوں بالخصوص پڑھے لکھے، تعلیم یافتہ نوجوانوں تک پہنچائی جاسکتی ہے۔

اہم گزارش: اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ قارئین اپنی ذمہ داری پر معاملات کریں۔ (ادارہ)

کتاب میلہ ڈاٹ کام

KITABMELA.COM
کتاب میلہ ڈاٹ کام

www.kitabmela.com

تمام تحریکی مکتبوں سمیت ملک بھر کے
سینکڑوں پبلشرز کی ہزاروں کتابیں

مذہب | ادب | تاریخ | سیاسیات | شاعری | ناول

گھر بیٹھے آن لائن آرڈر کریں | ایس ایم ایس یا ای میل کریں | کتاب آپ کے دروازے پر

آپ کی مطلوبہ کتاب آپ سے صرف ایک کلک کے فاصلے پر

info@kitabmela.com 03125362616

سکول مینجمنٹ سافٹ وئیر

نمایاں خصوصیات

۱۔ سٹوڈنٹس بائیوڈیٹا، فیس، امتحانات اور حاضری سسٹمز
۲۔ مکمل اور آسان اکاؤنٹس سسٹم (جنرل، لیجرز، ٹرائل بیلنس، بیلنس شیٹ، نفع ونقصان کا گوشوارہ)
۳۔ SMS الرٹ سسٹم (والدین کو بچے کی فیس، حاضری اور دیگر میسج کیلئے)
۴۔ یوزر فرینڈلی ۵۔ بگ فری ۶۔ جدید ٹیکنالوجی

قیمت

۱۔ سالانہ پیکج: -/10,000 روپے* ۲۔ یکمشت پیکج: -/70,000 روپے*

*شرائط وضوابط لاگو ہیں۔ آفیشل ویب سائٹ پر ملاحظہ کریں۔

احباب آئی ٹی سولوشنز پرووائڈر : سیکنڈ فلور شان پلازہ، سکندر پورہ چوک، جی ٹی روڈ، پشاور

فون: +92-91-2600168 ای میل: info@ahbabenterprises.net
موبائل: +92-345-4141131 ویب سائٹ: www.ahbabenterprises.net

مسلم مخالف تعصب... ماضی اور حال

ایاز افسر

زیرِنظر تحقیقی کتاب☆ تاریخی اور عہدِ حاضر دونوں اعتبار سے مسلم دشمن تعصبات پر ایک اچھی عالمانہ اور معلوماتی کاوش ہے۔ اس کے مصنفین نے صلیبی جنگوں کے زمانے (پانچویں سے گیارھویں صدی عیسوی) سے آج تک مغرب میں مسلمانوں سے نفرت کی مختلف شکلوں کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ اس تحقیق میں مسلم مخالف جذبات کا مختلف جہتوں سے جائزہ لیا گیا ہے جس میں سیاسی، تعلقات عامہ، فلسفہ، تاریخ، قانون، سماجیات، ثقافت اور ادب شامل ہیں۔ یہ آج کے دور کے سیاسی مسائل اور تنازعات کا بھی گہرا ادراک فراہم کرتی ہے جن میں مسلم معاشرے میں عورت کا مقام، ''حجاب'' کا تنازعہ، نام نہاد غیرت کے نام پر قتل، جبری شادیاں اور اسلام اور مسلمانوں کی نمایندگی میں میڈیا کا کردار؛ اس کے علاوہ آج کے دور کے خصوصی مسائل جن میں کثیر الثقافتی معاشرے اور ان میں مسلمانوں کا انضمام اور مغرب کی انتہائی دائیں بازو کی سیاسی جماعتوں کی منظم اسلام مخالف مہمات شامل ہیں۔

یہ کتاب ۱۰ ابواب پر مشتمل ہے، جب کہ اشاریہ (ص ۲۱۶ تا ۲۲۲) بھی شاملِ اشاعت ہے۔ کتاب کا ہر باب ایک تحقیقی مقالے پر مبنی ہے اور مصنفین مغربی دنیا کی نامور یونی ورسٹیوں سے وابستہ افراد ہیں۔ ابواب کے عنوانات حسب ذیل ہیں: ''برطانوی اور مسلمان، دور جدید کے ابتدائی عرصے میں: تعصب سے رواداری (کے نظریے) تک'' (ص ۷-۲۵)، ''ترک مخالف جنون

☆ Anti Muslim Prejudice, Past and Present، ایڈیٹر: ملیحہ ملک، ناشر: Routledge، لندن، نیویارک، صفحات: ۲۲۲+viii، قیمت: ۸۰ پونڈ

اور بلقانی مسلمانوں کا خروج'' (ص ۲۶-۴۲)، ''کیا دیواریں سن سکتی ہیں؟'' (ص ۴۳-۶۰)، ''خواتین کی لاشوں پر صلیبی جنگ'' (ص ۶۱-۷۸)، ''فرانس میں مسلمانوں کا حجاب اور اسرائیل میں فوجی وردی: شہریت بطور نقاب، ایک تقابلی جائزہ'' (ص ۷۹-۱۰۳)، ''لی پانتو ثانی: مغربی یورپ میں اسلام کے خلاف عصر حاضر کا سیاسی تحرک'' (ص ۱۰۴-۱۲۵)، ردِّنسل پرستی (مسلمانوں کے تناظر میں) (ص ۱۲۶-۱۴۵)۔ ''ان کی اکثریت سے نجات پائیں'': برطانوی اخبارات میں مسلمانوں کے حوالے سے انتخابی رپورٹنگ'' (ص ۱۴۶-۱۶۸)، ''برطانیہ اور فرانس میں مسلمان نسلی اور گروہی درجہ بندی میں کہاں کھڑے ہیں؟: (۱۹۸۸ء تا ۲۰۰۸ء) عوامی رائے پر مبنی سروے سے حاصل کیے گئے حقائق'' (ص ۱۶۹-۱۹۰)، ریاست ہائے متحدہ امریکا میں اسلاموفوبیا سے مقابلہ: مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے امریکی شہریوں میں شہری حقوق کے حوالے سے سوچ کی بیداری'' (ص ۱۹۱-۲۱۵)

تعارفی باب ''مغرب میں مسلم مخالف تعصب، ماضی اور حال'' میں مدیرہ ملیحہ ملک اس تحقیق کے مقاصد بیان کرتی ہیں: ''آج کے مغرب میں مسلمانوں کو سمجھنا ناممکن ہے جب تک کہ ہمیں اس بات کا بہتر ادارک نہ ہو کہ ماضی میں ان کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا گیا ہے (ص ۱)۔'' وہ اس بات پر بحث کرتی ہیں کہ مغرب میں مسلمانوں سے تعصب کی موجودہ شکلوں کو سمجھنے کے لیے اسے تاریخی تناظر میں دیکھا جانا ضروری ہے، خصوصاً قرون وسطیٰ میں کہ جب اس نفرت کا بیج بویا گیا۔

پہلے مقالے میں نبیل مطار نے سولھویں سے اٹھارھویں صدی عیسوی کے انگریزی ادب، تھیٹر، مصوری، سفارت کاری، کلچر اور سفریات میں مسلمانوں کے بیان کا تجزیہ کیا ہے۔ اس دور میں مغرب میں مسلمانوں کے بارے میں دو مختلف نظریات پروان چڑھے۔ پہلا نظریہ عموماً جانب دارانہ اور دقیانوسی تھا اور اس کے خالق اس دور کے مذہبی اور ادبی مصنفین تھے۔ تاہم دوسرا نظریہ کچھ کم معاندانہ اور بظاہر مثبت دکھائی دیتا تھا۔ یہ نظریہ مسلمانوں کے ساتھ براہ راست میل جول کے نتیجے میں پروان چڑھا اور اس کے خالق عموماً تاجر اور سفارت کار تھے جن کا ان مسلمانوں سے براہِ راست واسطہ پڑا جو تجارت کی غرض سے بحیرۂ روم میں سفر کرتے تھے یا سفارتی دوروں کے دوران لندن اور استنبول جیسے طاقت کے مراکز میں جاتے تھے۔ مصنف اس صورت حال کا تذکرہ یوں کرتا ہے:

''منبر پر بیٹھا مبلغ چاہے محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کی ذات پر کیچڑ اچھالے اور اسلام کا مذاق اڑائے، لیکن اس کے بعد پریوی کونسل کو (سفارتی) خطوط ملتے جن میں محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کے ماننے والوں سے تجارت کے وسیع امکانات، اسلامی دنیا میں موجود لامحدود وسائل اور بنیادی صنعتی ضروریات کا ذکر ہوتا۔ اس کے باوجود تخیل کی زرخیز دنیا میں تعصب زوروں پر رہا: اور اس سے بھی بڑھ کر طاقت کے ایوانوں میں...'' (ص۱۰)

دوسرے مقالے میں سلوبودان دراکولک نے سلاوی عیسائیوں کی مسلمانوں سے نفرت کی تاریخی اور سماجی وجوہ جاننے کی کوشش کی ہے جو ۹۰ کی دہائی میں بلقان سے مسلمانوں کے مکمل خاتمے کی کوشش کی وجہ بنی۔ ان کا کہنا ہے کہ سلاوی عیسائی بلقانی مسلمانوں کو عثمانی ترک قرار دیتے تھے جو درحقیقت ان کے ہم نسل اور ہم زبان تھے۔ ''ترک بیسویں صدی میں ایسے داخل ہوئے کہ انھیں عیسائیت کا قابلِ نفرت مذہبی اور نسلی دشمن قرار دے کر ان سے خوف کھایا جاتا تھا۔ ان احساسات نے ترک اور غیر ترک مسلمانوں کو تسلیم نہ کرنے کو رواج دیا اور ان لوگوں کے خاتمے کی سوچ نے جنم لیا جو 'ترک' بن گئے اور عیسائیت، یورپ اور اپنے نسلی رشتے داروں کے ساتھ دھوکا کیا'' (ص۴۰)۔ اس دعوے میں سیمیول ہن ٹنگٹن کے تہذیبوں کے تصادم (The Clash of Civilizations) کے نظریے کی بازگشت بھی سنائی دیتی ہے، یعنی مذہب پر مبنی مختلف نظریات رکھنے والے افراد کے درمیان محاذ آرائی لازم ہے۔

تیسرے مقالے میں، گل انید جر دنیا کے بارے میں مغربی مسیحیت کے نظریے کی ساخت کا تجزیہ کرتے ہیں کہ مسیحیت ایک خصوصی کردار ہے جو خود اور دوسروں (غیروں) کے درمیان دیوار کھڑی کرتا ہے اور اچھے اغیار اور بُرے اغیار کے درمیان بھی۔ ان دیواروں کے درمیان بھی اندرونی اور بیرونی دونوں اقسام کی نظریاتی کش مکش موجود ہے۔ ''یہ دیواریں نام ور ہستیاں بھی ہوسکتی ہیں اور بسا اوقات محض افسانوی بھی۔ اس کے باوجود یہ عجیب قسم کے مخصوص اثرات رکھتی ہیں اور ایسی عادات کو رواج دیتی ہیں جنھیں سمجھنے کے لیے تخیل کی مدد درکار ہوتی ہے، لیکن ان کے سماجی اور معاشرتی نتائج حقیقی ہوتے ہیں جہاں 'غیر' محض خیالی وجود رکھتے ہیں'' (ص۴۴)۔ اس تقسیم کی بنیاد دُہری مخالفت پر ہے اور مذہب، سیاست، یہود دشمنی اور اسلاموفوبیا کی بنیاد پر تقسیم عمل میں لائی گئی ہے۔

اگلے دو مقالوں میں سونیا فرنانڈس اور لورا بلسکی نے مسلمان کمیونٹی کو توجہ کا مرکز بنایا ہے اور لبرل ازم، سیکولرازم اور عمومی مساوات جیسے بنیادی مغربی نظریات پر سوالات اٹھائے ہیں۔ فرنانڈس نے مسلم مخالف تعصب کی تاریخ کا صلیبی جنگوں (۴۸۸ء-۶۹۰ء/۱۰۹۵ء-۱۲۹۱ء) سے سراغ لگانے کی کوشش کی ہے، جب اسلام اور اس کے ماننے والوں کو پردیسی اور اجنبی قرار دیا جاتا تھا، جب کہ اس کے مقابلے میں مغرب کو دانش اور تہذیب کا مرکز گردانا جاتا تھا۔ یہ رویے سیون سیون اور نائن الیون کے واقعات کے بعد معیار قرار پائے اور ''دہشت گردی کی جنگ'' مسلمانوں کو پس منظر سے نکال کر پیش منظر میں لے آئی۔ ان کا کہنا ہے کہ عورتوں کے حقوق کے حوالے سے تشویش کے ظاہری پردے کے پیچھے مسلم مخالف تعصب چھپا ہوا ہے (ص ۶۱)۔ ان کی گفتگو کا محور صنف کی بنیاد پر پیدا ہونے والے مسائل ہیں جن میں حجاب، نام نہاد جبری شادیاں اور غیرت کے نام پر قتل شامل ہیں، تاکہ وہ طور طریقے سامنے لائے جاسکیں جنھوں نے اسلاموفوبیا کو رواج دیا اور اسے بظاہر بالکل عمومی چیز بنا دیا۔ وہ کہتی ہیں: ''عورتوں کے برابری کے حقوق جیسے معاملات کو اسلام مخالف صلیبی جنگوں کے لیے جواز بنانے جیسی اسلاموفوبیا پر مبنی روایات کے مسلسل استعمال کا نتیجہ غالب 'گورے' مغربی لبرل کلچر کے یہاں تشدد اور عدم مساوات جیسی روایات کی پردہ پوشی کی صورت میں نکلا۔'' (ص ۶۷)۔ لورا بلسکی نے علامتی لباس پہننے کے حوالے سے دو متنازع کیس لیے۔ پہلے کیس میں فرانس میں سکول جانے والی مسلمان بچیوں پر اسکارف لینے پر پابندی عائد کردی گئی اور دوسرے کیس میں اسرائیل میں ایک فلسطینی پروفیسر نے یہودی طلبہ کو کلاس میں فوجی یونی فارم پہننے سے روک دیا۔ ان دونوں کیسوں کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے لورا اس رویے پر بحث کرتی ہیں جو شہریت کے لبادے میں چھپایا گیا ہے اور مطالبہ کرتی ہیں کہ شہریت کے اصول وضوابط دوبارہ طے کیے جائیں تاکہ جمہوری اور کثیر تمدنی معاشروں میں مساوات کو فروغ دیا جاسکے (ص ۱۰۳)۔

چھٹے مقالے میں ہینز جارج بٹز اور سوسی مرٹ کہتے ہیں کہ دائیں بازو کے وطن پرست انتہائی سیکولر یورپی معاشرے میں عیسائیت کی ان مستند اقدار اور اصولوں کے فروغ اور دفاع کے لیے کوشاں ہیں جسے ان ممالک کا ورثہ اور تاریخ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہی پارٹیاں نسلی اقلیتوں کے ہاں صنفی برابری اور عورتوں کے حقوق جیسی لبرل اقدار کے فروغ اور دفاع کا دعویٰ کرتی